Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
ISSN: 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)
Published by: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 01, Issue 02, July-December 2022, PP: 71-88
DOI: https://doi.org/10.52461/al-abr.v1i2.1508
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

صکوک سلم کی شرعی حیثیت اور اس کی شرائط

Shariah status of Sukuk Salam and its conditions

Muhammad Sarfraz Ajmal

Visiting Lecturer: University of Central Punjab, Lahore.

Abstract

This article is about Sukuk Salam. It has been examined in the light of Sharia. This article contains the terms of Bai Salam and the Ahkam of Sukuk.It is a type of sale in which the buyer pays the price first. Whereas Bai' (the thing sold) is Adhaar (deferred). A sale is a sale by which the seller undertakes to deliver a specified item to the buyer on a specified date in the future in return for receiving a price in cash in advance .seller supplies the goods, such as wheat, after a certain period of time. Sukuk Salam are documents of par value that are issued to collect the principal of Bai Salam. Holders of sukuk become the owners of Muslim Fiyah i.e. property.

A critical and comparative approach has been adopted in this paper. This paper provides a critical review of the theoretical and empirical literature on salam sukuk from three perspectives. This paper shows that the literature on salam sukuk is based mostly on qualitative research rather than quantitative research, with most of the scholarly research being conference and It is in the form of seminar papers. If sukuk are issued on this basis, they will be of great importance in expanding Islamic finance and will play a major role in achieving the objectives of Shariah. The findings in this paper show that by identifying the risk inherent in sukuk salam, It can enable stakeholders to resolve related funding issues. In the end, the result is that Sukuk Salam is permissible in Shari'ah. If no interest element is involved in it.

Keywords

Islamic finance, sukuk , salam, Shariah status

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

1. موضوع کا تعارف

یہ ایک ایسی بیع ہے جس میں مشتری قیمت پہلے ادا کرتا ہے اور بیع بعد میں حوالے کی جاتی ہے۔ بیع سلم بھی ایسی بیع ہے جس میں خریدار پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ آنے والے دنوں میں خاص وقت پر متعین چیز فراہم کرتا ہے جس کے لئے وہ ایڈوانس رقم وصول کرتا ہے غیر سودی بنکوں میں بیع سلم ایسے گاہک کے لیے استعمال کی جاتی ہے جو چیزیں (جن کا معیار اور مقدار کا تعین درست طور پر کیا جاسکتا ہے) کو نقد پیشگی ادائیگی وصول ہونے پر فروخت کرنا چاہتے ہیں، وہ وصول شدہ نقد رقم کو اپنے بزنس میں استعمال کر سکتے ہیں۔ بیع سلم کے ذریعے فروخت کرنے والے کو فائدہ یہ ہے کہ قیمت پیشگی وصول ہو جاتی ہے اور یہ خریدار کے لیے بھی فائدہ مند ہے کیونکہ قیمت کی پیشگی (ایڈوانس) ادائیگی نقد ادائیگی کے مقابلے میں کم ہوتی ہے

اس سلم کے صکوک بنک بھی جاری کرتے ہیں کوئی ادارہ یا کمپنی بھی صکوک جاری کر سکتی ہے۔

2. صکوک سلم

صکوک سلم کی مثال یہ ہو گی کہ کوئی شخص یا ادارہ چاہتا ہے کہ وہ پیشگی رقم دے کر بہت بڑے پیمانے پر گندم خریدے اور آگے لوگوں کو فروخت کرے۔ وہ دس ہزار من گندم کا اندازہ لگاتا ہے کہ ۹۵ لاکھ میں اس کو پڑے گی اور ایک کروڑ میں وہ فروخت کرے گا۔ وہ ایک ایک لاکھ روپے کی مالیت کے ۱۰۰ صکوک بنا کر ان کو عام خریداری کے لیے پیش کرتا ہے۔ اس طرح سے وہ ایک کروڑ کا سرمایہ (راس المال) حاصل کر لیتا ہے۔ پھر ایک ماہ میں وہ گندم کی خریداری مکمل کر کے صکوک کے خریداروں کو یعنی حاملین کو ان کے حصوں کی گندم فراہم کر دیتا ہے۔ اور اگر اس سلم کے متوازی ایک اور سلم کا معاملہ کیا ہو یعنی کسی تیسری پارٹی سے انہی اوصاف والی دس ہزار من گندم فراہم کرنے کا سودا کیا ہو۔ جس کو متوازی سلم کہیں گے تو مصدر صکوک پر گندم حاملین صکوک کی جانب سے تیسری پارٹی کو فراہم کر کے اصل راس المال اور طے شدہ نفع حاملین صکوک کو دے کر صکوک واپس لے گا۔(1)

ان صکوک کو جاری کرنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو مسلم فیہ (سلم کا سامان) کا بیچنے والا ہوتا ہے۔ صکوک میں حصہ لینے والے مسلم فیہ (سلم کا سامان) کے خریدار ہوتے ہیں۔ ان صکوک میں حصہ لینے والے جو سرمایہ فراہم کرتے ہیں وہ دراصل مسلم فیہ (سلم کا سامان) کی قیمت ہوتا ہے۔ حاملین صکوک مسلم فیہ کے مالک بنتے ہیں اور ان صکوک کی یا متوازی سلم کی صورت میں مسلم فیہ کی قیمتِ فروخت (دونوں فریقوں کے مابین طے شدہ قیمت) کے مستحق ہوتے ہیں۔

2.1 صکوک کی لغوی تعریف

صکوک چیک، رسید، کاغذ، سند وغیرہ کو کہتے ہیں۔ یہاں صکوک سے مراد پرائز بونڈ کے مقابلے میں اسلامی مالیاتی اداروں کی

طرف سے جاری کردہ سند یا رسید ہے۔ اس لفظ کو تمام زبانوں میں صکوک کہتے ہیں، یہاں تک کہ انگریزی میں Sukuk لکھا جاتا ہے۔ اس کا کوئی ترجمہ نہیں کیا جاتا۔ اب اس طرح یہ ایک اصطلاح بن گیا ہے اور اسلامی لغت میں ایک جدید لفظ کا اضافہ ہو گیا ہے۔

الموسوعہ الفقہیہ میں اس کا معنی لکھا ہے کہ

الصَّک فی اللغة الضرب الشدید بالشئ العریض یقال۔ صکه صکا: اذا ضربه فی قفاه و وجهه بیده مبسوطه و قیل الغرب عامة بأی شیءٍ کان (2)

''صک کا معنی لغت میں چوری چیز سے زور سے مارنا، کہا جاتا ہے صکه صکا: غدی اور چہرہ پر طمانچہ مارنا۔ ایک قول ہے عمومی مارنا جس چیز سے بھی ہو۔''

3. صکوک کی ضرورت واہمیت

اسلامی اصولوں پر مبنی صکوک کا اجراء اسلامی فنانسنگ (تحویل) کا اہم ہدف ہے اور عالمی منڈی میں اسلامی معیشت کے نشوونما کا بڑا ذریعہ ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ان صکوک میں ان تمام بنیادی مبادیات کا لحاظ رکھا جائے جو اسلامی معیشت کو غیر اسلامی معیشت سے ممتاز کرتی ہیں۔ اسلامی صکوک کے اجراء میں بنیادی فکر یہ ہے کہ حاملین صکوک بڑے بڑے (تجارتی وصنعتی) منصوبوں کے نفع میں شریک ہوں یا ان کی آمدنی میں شریک ہوں۔ اگر صکوک اس بنیاد پر جاری کیے جائیں تو اسلامی تحویل (فنانسنگ) کو بڑھانے میں ان کی بڑی اہمیت ہو گی اور شریعت کے مقاصد کو حاصل کرنے میں ان کا بڑا حصہ ہو گا۔ (3)

جب کسی ملک کے مالیاتی اداروں کو قرض لینے کی ضرورت پیش آتی ہے تو اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اس ملک کی حکومت مختلف قسم کے بچت کے سرٹیفکیٹس اور انعامی بانڈز جاری کرتے ہیں مثلاً ایک سو روپے کا بونڈ اور پانچ سو روپے کا بونڈ اور ہزار روپے کے بونڈز وغیرہ اور سرٹیفکیٹس پر قرض سے متعلق کچھ تفصیلات ذکر ہوتی ہیں۔

جو آدمی ایک سو یا پانچ سو یا ہزار روپے کے بونڈز خریدتا ہے وہ درحقیقت ایک سو یا پانچ سو یا ہزار روپے حکومت کو قرض دیتا ہے اور اس ملک کی حکومت اتنی مالیت کی ایک رسیدی سرٹیفکیٹ دیتی ہے جو بونڈ یا سند کی صورت میں ہوتی ہے اور حکومت اس بونڈ اور مالی دستاویز لینے والوں کو انعام اور سود کے طور پر نفع دیتی ہے اور اس بونڈ اور مالی دستاویز پر ملنے والے انعام کو علماء کی اکثریت خالصتاً سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام کہتی ہے۔ جس میں پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور عرب ممالک کے تمام بڑے دارالافتاء کے فتاویٰ کثیر تعداد میں موجود ہیں جو بونڈز کو قرض کی بنیاد پر نفع دینے کی وجہ سے شرعاً ناجائز اور حرام کہتی ہے جبکہ بریلوی مکتب فکر کے علماء نے بونڈز سے ملنے والی انعامی رقم کو جائز اور حلال کہا ہے اور ماضی قریب کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا غلام رسول سعیدیؒ کی تحقیق کے مطابق انعامی بونڈز میں زیادت مشروط نہیں ہوتی، لہٰذا یہ سود نہیں ہے اور پیسے میں کمی بھی

نہیں ہوتی، لہٰذا یہ جوا بھی نہیں ہے اور لینے والا اپنی خوشی سے کچھ زائد دے دے تو وہ جائز ہے۔ اس لیے انعامی بونڈز کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں اور یہ ہی فتویٰ بریلوی مکتب فکر کے دارالافتاء سے دیا جاتا ہے۔(4)

4. صکوک کے فوائد و منافع

1. صکوک ہی وہ بہترین طریقہ کار ہے جس کے ذریعے ایسے بڑے بڑے منصوبوں کو رقوم کی فراہمی ممکن ہو سکتی ہے جو کسی ایک آدمی کے بس میں نہیں۔
2. صکوک کے توسط سے ایسے سرمایہ داروں کو ایک راستہ مل سکتا ہے جو اپنے اضافی سرمایہ کو کسی منافع بخش منصوبے میں لگانا چاہتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر اپنے سرمائے کو واپس بھی حاصل کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ان صکوک کے متعلق یہ بات طے شدہ ہے کہ ان کی کوئی ثانوی مارکیٹ بھی ہوگی۔ جہاں صکوک کا کاروبار ہو گا چنانچہ جب کبھی سرمایہ کار کو اپنے تمام سرمایہ یا بعض سرمایہ کی ضرورت ہو گی تو اس کو اس بات کی اجازت ہو گی کہ وہ تمام صکوک یا بعض کو فروخت کر دے اور ان کی قیمت حاصل کرے، جس میں اصل اور منافع دونوں شامل ہوں گے بشرطیکہ منصوبے میں نفع ہوا ہو۔
3. صکوک کے ذریعے سرمائے کی گردش میں مدد ملے گی خصوصاً بینکوں اور اسلامی مالیاتی اداروں کو صکوک کے توسط سے روپے کی گردش کا ایک وسیلہ ہاتھ آئے گا۔ چنانچہ اگر ان اداروں کے پاس اضافہ رقم گردش میں ہو تو ان سے صکوک خرید سکیں گے اور اگر خود ان کو گردشی رقوم کی ضرورت ہو تو ثانوی مارکیٹوں میں صکوک فروخت کر کے روپے حاصل کر سکیں گے۔
4. صکوک سرمائے کی منصفانہ تقسیم کا ایک ذریعہ ہے کیونکہ صکوک کے توسط سے سرمایہ کاری کرنے والوں کو اس بات کا موقع ملتا ہے کہ وہ پروجیکٹ سے حاصل ہونے والے منافع میں برابر کے شریک ہوں۔ اس سے دولت چند ہاتھوں میں مقید ہو کر رہنے کی بجائے وسیع پیمانے پر پھیلے گی، جو اسلامی معیشت کے اہم ترین مقاصد میں سے ہے۔(5)
5. صکوک کے فوائد میں مفتی عبدالواحد صاحب لکھتے ہیں کہ:

- بہت بڑے بڑے منصوبے کہ جن میں کسی ایک مالیاتی ادارے کی جانب سے مکمل تمویل و سرمایہ کاری ممکن نہیں، ان میں اسلامی صکوک کے ذریعہ مطلوب تمویل ممکن ہو گی۔
- وہ سرمایہ کار جو اپنے اضافہ سرمائے کو بڑھانا چاہتے ہیں اور ساتھ میں یہ بھی چاہتے ہیں کہ ضرورت کے وقت ان کو نقدی میں تبدیل کر لیں۔ اسلامی صکوک ان سرمایہ کاروں کی اس ضرورت کو پورا کرتے ہیں کیونکہ صکوک میں یہ بات پیش نظر ہوتی ہے کہ ثانوی بازار(Secondary Market)میں ان کی خرید و فروخت بھی ہو سکے۔

غرض سرمایہ کار کو جب بھی اپنے لگائے ہوئے کل سرمایہ کی یا بعض سرمایہ کی ضرورت ہو تو وہ اپنے تمام یا بعض صکوک فروخت کر کے اصل مالکیت اور جو کچھ نفع ہوا ہو وہ حاصل کر سکتا ہے۔

- نقدرقم فراہم کرنے کا یہ عمدہ طریقہ ہے جسے اسلامی بینک اور اسلامی مالیاتی ادارے اختیار کر سکتے ہیں یا جن کے ذریعے سے وہ دوبارہ نقدی کا انتظام کر سکتے ہیں۔
- اسلامی صکوک مال کی عادلانہ تقسیم کا ایک ذریعہ ہیں کیونکہ ان کی وجہ سے تمام سرمایہ کار منصوبے کے حقیقی نفع سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ اس طرح سے مال چند گنتی کے سرمایہ داروں میں سمیٹنے کی بجائے وسیع حلقے میں پھیل سکتا ہے۔ یہ بھی اسلامی اقتصادیات کا اہم ہدف ہے۔(6)

4.1 صکوک کو جاری کرنے کے لیے ضروری اقدامات

تصکیک کا عمل مخصوص مراحل کے مطابق انجام دیا جاتا ہے اور ہر مرحلے میں سارے داخلی اور ملتے جلتے اقدامات کے ایک گروپ پر مشتمل ہوتا ہے اور یہ اقدامات متفقہ تسلسل میں نہیں ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا ایک قدم کسی خرابی کے نتیجے میں ختم ہونے کے عمل کے کسی اور اقدام سے پہلے ہو سکتا ہے اور تمام مراحل ان میں سے کچھ تکمیل یا محدود ہو۔ ان اقدامات کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

- **پہلا قدم**

اصل اثاثوں کی گنتی کرنے اور مختلف اثاثوں کے جو اس کے پاس ایک سرمایہ کاری کے تالاب میں ہے، کو جوڑ کر جائز قرار دی جاتی ہے اور اس کو تفویض پورٹ فولیو کہا جاتا ہے۔

- **دوسرا قدم**

(SPV والی کمپنی کے توسط سے فروخت کرنا، ان اثاثوں کی تصدیق کرنا اور پھر انہیں کسی خاص مقصد کے لئے استعمال کرنا۔) جہاں اس کمپنی کی ایک قانونی شخصیت اور ایک آزاد مالی ذمہ داری ہے اور جس کی ملکیت سرمایہ کاروں کے پاس ہے۔ یہ خصوصی مقصد کمپنی SPV نے ان اثاثوں کو واپس کر دی ہے اور ان کو مساوی حصوں اور اکائیوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ جو سرمایہ کاروں کی ضروریات اور خواہشات کو پورا کرتے ہیں اور پھر انہیں صکوک میں منتقل کرتے ہیں اور انہیں سرمایہ کاروں کو فروخت کرتے ہیں۔

- **تیسرا قدم**

صکوک پورٹ فولیو کا انتظام جب صکوک کو سرمایہ کاروں کو فروخت کیا جاتا ہے تو SPV کمپنی صکوک پورٹ فولیو کا اجراء سرمایہ کاروں کی جانب سے جاری مدت کے دوران متوقع اثاثوں سے حاصل شدہ وقتاً فوقتاً اور آمدنی جمع کر کے ان میں تقسیم کرتی

ہے۔صکوک ہولڈر کے ساتھ ساتھ پورٹ فولیو کے ذریعہ درکار تمام خدمات فراہم کرتی ہے۔

- **چوتھاقدم**

پراسپیکٹس میں بتائی گئی تاریخوں پر طے شدہ آلات کی قیمت اداکر کے صکوک کو تقویت دینے کا مرحلہ۔(7)

یہ صکوک مالی وسائل جمع کرنے کے لیے جاری کیا جاتا ہے پھر اسے سرمایہ کاری کے مخصوص منصوبوں جیسے بنیادی ڈھانچے کے منصوبوں عوامی سہولیات اور دیگر کی طرف ہدایت کرنا اور یہ مالیاتی منڈی میں اسلامی فنانسنگ فارمولے کی بنیاد پر صکوک کی پیشکش کے ذریعے کیاجاتاہے تاکہ سبسکرپشن کی رقم،اس منصوبے کامکمل سرمایہ ہوجس کو مکمل کیاجاسکے۔(8)

5. بیع سلم کی تعریف

سلم ایک ایسی بیع ہے جس کے ذریعے بائع یہ ذمہ داری قبول کرتا ہے کہ وہ مستقبل کی کسی تاریخ میں متعین چیز خریدار کو فراہم کرے گا۔اور اس کے بدلے میں مکمل قیمت بیع کے وقت ہی پیشگی لے لیتاہے۔یہاں قیمت نقد ہے لیکن مبیع کی ادائیگی مؤجل اور موخر ہے۔خریدار کورب السلم اور بائع کو مسلم الیہ اور خریدی ہوئی چیز کو مسلم فیہ کہاجاتاہے۔(9)

5.1 بیع سلم قرآن کی روشنی میں

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۭ﴾(10)

"اے ایمان والو!جب تم کسی معین معیاد کے لیے ادھار کا کوئی معاملہ کروتواسے لکھ لیاکرو۔"

5.2 بیع سلم حدیث کی روشنی میں

صحیح بخاری میں ابن عباسؓ کی روایت ہے:

قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ بِالتَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلاَثَ، فَقَالَ: ((مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ، فَفِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ، وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ، إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ)) (11)

"جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ ایک سال، دو سال اور تین سالوں تک کے لیے کھجوروں میں بیع سلم کرتے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا:جو شخص کسی چیز میں بیع سلم کرناچاہے تووہ مقرر پیمانہ مقرر وزن اور مقرر مدت کے ساتھ سلم کرے۔"

5.3 بیع سلم کااجماعِ امت سے ثبوت

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے اس کے جواز پر اہل علم کا اجماع نقل کیاہے۔[12]

لوگوں کی ضروریات بھی اس کی متقاضی ہے کہ یہ بیع جائز ہو، کیونکہ اس میں فریقین میں سے ہر ایک فائدہ اٹھاتا ہے، فروخت کنندہ جلد و فوری رقم وصول کر کے اور خریدار (فوری ادائیگی کی وجہ سے) چیز سستی حاصل کر کے فائدہ اٹھاتا ہے۔

5.4 سلم کی اجازت کا فلسفہ

حافظ ذوالفقار علی لکھتے ہیں:

بعض کسانوں اور مینوفیکچررز کے پاس ضرورت کے مطابق مثلاً بیج، کھاد، آلات، خام مال خریدنے اور لیبر وغیرہ کے لئے رقم نہیں ہوتی، ایسے لوگوں کو اسلام نے یہ سہولت دی ہے کہ وہ حصول رقم کی خاطر اپنی فصل یا پیداوار قبل از وقت فروخت کر سکتے ہیں تاکہ قرض کے لئے کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچے رہیں۔ اضافی فائدہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی چیز بیچنے کے لئے گاہک تلاش کرنے کی فکر سے آزاد ہو جاتا ہے کیونکہ اس کا سودا پہلے ہی ہو چکا ہوتا ہے۔

اس سے خریدار کو بھی فائدہ پہنچتا ہے کیونکہ سلم میں قیمت ان چیزوں کی نقد قیمت سے کم ہوتی ہے جو نقد ادا کی جاتی ہو، مزید برآں اگر چیز آگے بیچنا چاہتا ہو تو مارکیٹنگ کیلئے مناسب وقت بھی اسے مل جاتا ہے۔13

الشیخ مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ امام ابن قیم رحمہ اللہ سے بیع سلم کی رخصت میں فرماتے ہیں:

''اسلام نے جب اس بیع کو جائز قرار دیا ہے تو اسے سود نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ تو ایک اسلامی تدبیر ہے، جس کی وجہ سے انسان سود پر قرض لینے سے بچ سکتا ہے۔ لوگ اس کو اپنالیں تو سود پر قرض لینے سے مسلمانوں کی جان چھوٹ سکتی ہے،،[14]

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ بیع السلم بیعِ معدوم ہے اور خلافِ قیاس ہے، لہٰذا یہ جائز نہیں۔

اس حوالہ سے شیخ مبشر احمد ربانی فرماتے ہیں:

''معدوم (غیر موجود) کی بیع جائز ہے۔ قرآن حکیم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت صحیحہ میں یا کسی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی ممانعت وارد نہیں ہوئی۔ ہاں جس طرح بعض موجودہ اشیاء کی بیع حرام ہے، اسی طرح بعض معین معدوم چیزوں کی بیع سے روکا گیا ہے۔

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو لفظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لاتبع مالیس عندک''

''جو تیرے پاس نہیں اس کی بیع نہ کر''[15]

اللہ کے رسول اصلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کسی معین چیز کے بارے میں ہے، جیسا کہ امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"هذا بيوع الاعيان دون بيوع الصفات"

کہ یہ ممانعت معین چیزوں کی بیع میں ہے صفات کی بیع میں نہیں یعنی جس میں عدم (نہ ہونے) کی صفت پائی جائے، اس کے لئے نہیں۔[16]

یا پھر اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز فروخت نہ کر جس کے دینے پر قدرت نہیں رکھتا۔ جیسا کہ امام ابن تیمیہ نے لکھا ہے۔[17]

پھر شیخ نے بیعِ سلم کی تعریف اور اس کے جواز کے دلائل لکھنے کے بعد فرمایا:

"خلاصہ یہ ہے کہ شریعت نے ایسی چیز کی بیع کی اجازت دی ہے جو معدوم ہو جبکہ اس کے اوصاف وزن اور مدت وغیرہ معلوم ہو جائیں اور اس میں کسی قسم کی جہالت باقی نہ رہے"۔[18]

5.5 بیع سلم کی شرائط

بیع سلم کے لئے جن چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے وہ درج ذیل ہیں

1. سلم کے جائز ہونے کے لیے ضروری ہے کہ خریدار پوری کی پوری قیمت عقد کے وقت ادا کر دے۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ اگر عقد کے وقت خریدار قیمت کی مکمل ادائیگی نہ کرے تو یہ رہن کے بدلے رہن کی بیع کے مترادف ہو گا، جس سے حضور ﷺ نے صراحتاً منع فرمایا ہے۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((نَهَى عَنْ بَيْعِ الْكَالِئِ بِالْكَالِئِ))(19)

"نبی اکرم ﷺ نے ادھار کی ادھار کے بدلہ بیع سے منع فرمایا ہے۔"

اس کے علاوہ سلم کے جواز کی بنیادی حکمت بائع کی فوری ضرورت کو پورا کرنا ہے اگر قیمت اسے مکمل طور پر ادا نہیں کی جاتی تو عقد کا بنیادی مقصد فوت ہو جائے گا۔ اس لیے تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ سلم میں قیمت کی مکمل ادائیگی ضروری ہے۔ البتہ امام مالک کا مذہب ہے کہ بائع خریدار کو دو یا تین دن کی رعایت دے سکتا ہے اور یہ رعایت عقد کا باقاعدہ حصہ نہیں ہونا چاہیے۔[(20)]

2. سلم صرف انہی اشیاء میں ہو سکتی ہے جن کی کوالٹی اور مقدار کا پیشگی طور پر تعین ہو سکتا ہو اور جن کی کوالٹی اور مقدار کا اندازہ نہیں ہو سکتا ان میں سلم بھی نہیں ہو سکتی۔ مثال کے طور پر قیمتی پتھروں کی سلم نہیں ہو سکتی اس لیے کہ ان کا یہ ٹکڑا اور فرد عموماً دوسرے سے معیار، سائز یا وزن میں مختلف ہوتا ہے۔ اور ان ٹکڑوں کے بیان کے ذریعے تعین عموماً ممکن نہیں ہوتی۔

3. کسی متعین چیز یا متعین کھیت یا فارم کی پیداوار کی بیع سلم نہیں ہو سکتی مثلاً اگر بائع یہ ذمہ داری قبول کرتا ہے کہ وہ متعین کھیت کی گندم یا متعین درخت کا پھل مہیا کرے گا تو سلم صحیح نہیں ہو گی۔ اس لیے کہ اس بات کا امکان موجود ہے کہ ادائیگی سے پہلے ہی اس کھیت کی پیداوار یا اس درخت کا پھل ہلاک ہو جائے۔ اس امکان کی وجہ سے بیچی ہوئی چیز کی

ادائیگی غیر یقینی رہے گا، یہ قاعدہ ہر اس چیز پر لاگو ہو گا جس کی فراہمی یقینی نہ ہو۔

4. یہ بھی ضروری ہے کہ بیچی جانے والی چیز کی نوعیت اور معیار واضح طور پر متعین کر لیا جائے کہ جس میں کوئی ایسا ابہام باقی نہ رہے جو بعد میں تنازع کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں تمام تفصیلات واضح طور پر ذکر کر لی جائیں۔
5. یہ بھی ضروری ہے کہ بیچی جانے والی چیز کی مقدار بغیر ابہام کے متعین کر لی جائے، اگر چیز کی مقدار تاجروں کے عرف میں وزن کے ذریعے متعین کی جاتی ہے یعنی وہ چیز تول کر بکتی ہے تو وہ تول لی جائے اگر اس کی پیمائش ہوتی ہے تو اس کی پیمائش کا تعین کر لیا جائے۔
6. فروخت کی گئی اشیا کی سپردگی کی تاریخ اور مقام کا تعین بھی عقد کے اندر ضروری ہے۔
7. بیع سلم ایسی چیز میں نہیں ہو سکتی کہ جس کی فوری ادائیگی ضروری ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر سونے کی بیع چاندی کے بدلے ہو رہی ہے تو شرعا ضروری ہے کہ دونوں چیزوں کی ادائیگی ایک ہی وقت میں ہو یہاں بیع سلم کار گر نہیں ہو سکتی۔ اس طرح ربوی اموال میں باہم تبادلہ مسلم کے طور پر جائز نہیں ورنہ یہ ربا ہو گا اور ربا حرام ہے۔ اگر گندم کی بیع جو کے بدلے میں ہو رہی ہو تو بیع کے صحیح ہونے کے لیے دونوں پر ایک ہی وقت میں قبضہ ہونا ضروری ہے۔ اس لیے اس صورت میں سلم کا معاہدہ جائز نہیں ہے اور ان شرائط میں تمام فقہاء اتفاق کرتے ہیں کہ اگر ایک بھی شرط فوت ہو جائے تو بیع سلم نہیں ہو سکتی اور اس کی وجہ یہ حدیث ہے:

مَنْ أَسَلَفَ فِي شَيْءٍ فَلْيُسَلِّفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ (21)

جو شخص سلم کرنا چاہتا ہے اسے کرنی چاہیے متعین پیمائش اور متعین وزن میں ایک طے شدہ مدت کے لیے۔

ان شرائط کے علاوہ کچھ اور بھی شرائط ہیں جو کہ مختلف فیہ ہیں اور ان کی بھی عقد کے اندر رعایت ہونی چاہیے تاکہ معاملہ اور زیادہ صاف و شفاف ہو جائے۔

- فقہ حنفی کے مطابق یہ ضروری ہے کہ جس چیز کی بیع سلم ہو رہی ہے وہ معاہدہ طے پانے کے دن سے قبل کے دن مارکیٹ میں دستیاب ہو، لہٰذا اگر عقد سلم کے وقت وہ چیز بازار میں دستیاب نہیں ہوتی تو اس کی بیع سلم نہیں ہو سکتی اگرچہ توقع ہے کہ قبضے کے وقت وہ چیز بازار میں دستیاب ہو گی۔(22)
- لیکن فقہ شافعی ملکی اور حنبلی کا نقطہ نظر یہ ہے کہ معاہدے کے وقت اس چیز کا دستیاب ہونا سلم کے صحیح ہونے کے لیے شرط نہیں ہے۔ ان کے ہاں جو چیز ضروری ہے وہ یہ کہ وہ چیز قبضے کے وقت دستیاب ہو۔(23) موجودہ حالات میں اس نقطہ نظر پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے۔(24)
- فقہ حنفی اور حنبلی کی رو سے یہ ضروری ہے کہ قبضے کی مدت عقد کے وقت سے کم از کم ایک ماہ ہو اگر مہینے سے پہلے مقرر کر لیا

گیاتو سلم صحیح نہ ہو گی اور امام مالک کے نزدیک دو ہفتے سے پہلے نہ ہونی چاہیے البتہ دوسرے فقہاء مثلاً شافعیؒ کے نزدیک کوئی مدت نہیں ہے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ حضور پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے سلم کے صحیح ہونے کے لیے از کم مدت کا تعین نہیں فرمایا۔ لہٰذا کوئی کم از کم مدت بیان نہیں کی جاسکتی۔ فریقین ہی باہمی رضامندی سے قبضے کی کوئی بھی تاریخ متعین کر سکتے ہیں۔

5.6 بیع سلم کے رأس المال کی شرائط

سلم میں جو قیمت خریدار بائع کو پیشگی ادا کرتا ہے، اسے سلم کا رأس المال کہا جاتا ہے۔ یہ قیمت عموماً نقد ہوتی ہے لیکن ایسی اجناس بھی رأس المال بن سکتی ہیں جو مثلیات میں سے ہوں۔ مثلاً گندم، جو، چاول، لیکن ان میں سلم اسی وقت جائز ہو گا جب دونوں طرف اشیاء ربویہ نہ ہوں۔ اگر دونوں طرف ربویات ہوں تو سلم نہیں ہو سکتی کیونکہ اموالِ ربویہ میں سے اگر مختلف اجناس کا تبادلہ ہو تو ادھار ربا النسیہ ہے اور ربا النسیہ کی وجہ سے عقد فاسد ہو جائے گا۔(25)

جس طرح رأس المال نقد ہو سکتا ہے اسی طرح منفعت بھی ہو سکتی ہے، وہ منفعت جس کا اختیار دے دیا گیا کہ مثلاً ایک مہینے کے لیے رہائش کے لیے مکان دے دیا، تو وہ بھی رأس مال بن سکتا ہے، یہ حنفیہ کے مسلک کے مطابق نہیں ہے لیکن امام شافعیؒ کے مسلک کے مطابق ہے۔ ان کے ہاں منفعت بھی رأس المال بن سکتی ہے۔ اسی کو المعاییر الشرعیہ میں ان الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے:

(يجوز أن يكون رأس مال السلم عينا من المثليات (كالقمح و نحوه من الحبوب الزراعية) و حينئذ يشترط عدم تحقق الربا . كما يجوز ان يكون رأس المال من القيميات (كالحيوانات)، و يجوز ايضا ان يكون منفعة عامة لعين معينة كسكنى دار أو الانتفاع بطائرة أو باخرة لمدة محددة، و يعتبر تسليم العين التى هى محل المنفعة قبضا معجلا لرأس المال)(26)

"سلم کا رأس المال مثلیات (مثلاً گندم یا دوسرے زراعتی غلے) ہو سکتے ہیں، اسی صورت میں یہ شرط ہے کہ ربا لازم نہ آئے، اسی طرح سلم کا رأس المال قیمیات (مثلاً جانور) بھی ہو سکتے ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ کوئی متعین منفعت ہو، مثلاً کسی گھر کی رہائش، یا کسی جہاز سے ایک معین مدت تک فائدہ اُٹھانا اور جس چیز کی منفعت دی جا رہی ہے وہ چیز حوالے کر دی جائے کہ وہ رأس المال پر فوری قبضہ شمار ہو گا۔"

یہ بھی ایک اصول ہے کہ رأس المال ہو یا مبیع ہو اس کی نوعیت اور مقدار واضح طور سے متعین ہونا چاہیے جس میں کوئی ایسا ابہام باقی نہ رہے جو بعد میں تنازع کا باعث بنے۔ اگر اس چیز کو عرف میں وزن کے ذریعے متعین کیا جاتا ہے تو اس کا وزن معلوم ہونا ضروری ہے اور اگر پیمائش سے ہوتا ہے تو پیمائش ضروری ہے اور اسی طرح جنس نوع اور قدر بھی معلوم ہونا ضروری ہے اسی کو معاییر میں اس طرح بیان کیا جاتا ہے:

(يشترط أن يكون رأس مال السلم معلوما للطرفين بما يرفع الجهالة و يقطع المنازعة، فإذا كان رأس المال نقدا، و هو الأصل، حددت عملته و مقداره و كيفية سداده، وإذا كان من المثليات

الأخرى حدد جنسه و نوعه و صفته و مقداره)(27)

"یہ ضروری ہے کہ سلم کا رأس المال فریقین کو اس طرح معلوم ہو کہ اس میں کوئی ابہام باقی نہ رہے، نہ جھگڑے کا امکان ہو، چنانچہ اگر رأس المال نقد ہو، اور وہی اصل ہے، تو اس کی کرنسی کا نام اس کی مقدار اور اس کی ادائیگی کی کیفیت متعین کرنا ضروری ہے اور اگر وہ دوسری مثلیات میں سے ہو تو اس کی جنس، نوع، صفت اور مقدار متعین کرنا ضروری ہے۔"

5.6.1 رأس المال پر مجلس عقد میں قبضہ کرنے کی صورت میں

سلم کے جائز ہونے کے لیے ضروری ہے کہ خریدار پوری قیمت عقد کے وقت ادا کر دے۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ اگر عقد کے وقت خریدار قیمت کی مکمل ادائیگی نہ کرے تو یہ دین کے بدلے دین کی بیع کے مترادف ہو گا جس سے رسول اللہ ﷺ نے صراحتاً منع فرمایا۔ علاوہ ازیں سلم کے جواز کی بنیادی حکمت بائع کی فوری ضرورت کو پورا کرنا ہے اگر قیمت اسے مکمل طور پر ادا نہیں کی جاتی تو عقد کا بنیادی مقصد فوت ہو جائے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ ایام عقد کے بعد ایک دو یا تین دن تک کی مہلت دی جا سکتی ہے تو اس بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے کہ رأس المال پر مجلس عقد میں قبضہ ضروری ہے یا نہیں؟ آئمہ ثلاثہ یعنی حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ تینوں کے نزدیک جواز سلم کے لیے مجلس عقد میں قبضہ کرنا شرط ہے۔(28) لیکن امام مالکؒ یہ فرماتے ہیں کہ اگر سلم کی مدت لمبی ہے یعنی مسلم فیہ کے دینے کی مدت لمبی ہے اور رأس المال تین دن کے اندر ادا کر دیا جائے تو عقد صحیح ہو جائے گا۔(29)

خاص طور سے مؤسسات کے اندر جو ادائیگی ہوتی ہے وہ چیکوں کے ذریعہ ہوتی ہے اور چیک تو قبضہ نہیں ہے کیونکہ اس میں تین دن سے پہلے وصولی ممکن نہیں ہے۔ خاص طور سے بین الاقوامی معاملات میں تین دن تو لازمی لگتے ہیں، اگر یہ گنجائش نہ ہوتی تو چیک کے ذریعہ سلم کا کوئی امکان نہیں تھا۔ چنانچہ معاییر میں مالکی مسلک کو اختیار کر کے یہ مسئلہ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

(يشترط قبضة رأس مال السلم في مجلس العقد، و يجوز تأخيره ليومين أو ثلاثه بحد أقصى و لو بشرط، على أن لا تكون مدة التأخير مساوية أو زائدة عن أجل تسليم المسلم فيه)(30)

"مجلس عقد میں سلم کے رأس المال کو قبضہ کرنا شرط ہے اور دو یا تین دن سے کم سے کم مدت کے لیے تاخیر جائز ہے اور یہ جواز اس شرط کے ساتھ ہے کہ تاخیر کی مدت مسلم فیہ کی حوالگی کی مدت کے برابر یا اس سے زائد نہ ہو۔"

5.6.2 دین کو رأس مال السلم بنانے کی صورت میں

اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ میرا قرضہ فلاں کے اوپر ہے، وہ تم وصول کر لو اور وہ رأس المال بن جائے گا، اس طرح کرنا کسی کے نزدیک جائز نہیں۔ کیونکہ اس سے بیع الدین بالدین لازم آتی ہے لیکن اگر رب السلم کا قرضہ خود مسلم الیہ پر ہو، اور رب السلم (مشتری) اسے رأس المال بنانا چاہے، یعنی کہے کہ میرا جو قرض تمہارے ذمے ہے اس کے بدلے مجھ

سے سلم کرلو، تو اس کو بھی آئمہ اربعہ ناجائز کہتے ہیں۔ البتہ علامہ ابن رقیمؒ نے اسے جائز قرار دیا ہے۔(31)

معاییر میں علامہ ابن قیمؒ کی تردید کر کے جمہور کا موقف اختیار کیا ہے۔ چنانچہ کہا گیا ہے:

(لا يجوز أن يكون الدين رأس مال السلم، مثل جعل القروض النقدية أو ديون المعاملاتالمستحقة التى للمؤسسة على العميل رأس مال السلم)(32)

"دین سلم کا رأس المال نہیں بن سکتا مثلاً (یہ جائز نہیں کہ) موسسہ نے عمیل کو نقد قرض دیا ہوا ہو، یا کسی اور طرح اس کے ذمے مؤسسہ کے دیوان واجب ہوں تو مؤسسہ انہیں سلم کا رأس المال نہیں بنا سکتا۔"

5.6.3 بیع سلم جن چیزوں میں ہو سکتی ہے

سلم صرف انہی اشیاء میں ہو سکتی ہے جن کی کوالٹی اور مقدار کا پیشگی طور پر تعین ہو سکتا ہو۔ ایسی اشیاء جن کی کوالٹی یا مقدار کا تعین نہ کیا جا سکتا ہو انہیں سلم کے ذریعے نہیں بیچا جا سکتا۔ مثال کے طور پر قیمتی پتھروں کی سلم کی بنیاد پر بیع نہیں ہو سکتی۔ اس لیے کہ اس کا ہر ٹکڑا اور فرد عموماً دوسرے سے معیار، سائز یا وزن میں مختلف ہوتا ہے اور بیان کے ذریعے ان کی تعین عموماً ممکن نہیں ہوتی البتہ ایسی چیزیں جو مثلیات میں سے ہوں یعنی ان کی مثل مارکیٹ میں موجود ہو یا اسی طرح وزنی اشیاء جو کہ وزن کر کے ملتی ہیں یا اسی طرح مذروعہ اشیاء ہوں اور بیان کے ذریعے ان کی تعین ممکن ہو تو ان اشیاء کی بیع سلم ہو سکتی ہے اور اس پر فقہاء متفق ہیں۔

"سلم ایک تو مثلیات میں ہو سکتا ہے مثلاً وہ چیزیں جو ناپ کر یا تول کر بیچی جاتی ہیں۔ نیز وہ اشیاء جو گن کر بیچی جاتی ہیں اور وہ ملتی جلتی ہوتی ہیں اور ان کی اکائیوں میں قابل لحاظ فرق نہیں ہوتا۔"(33)

5.6.4 کسی کمپنی کی مصنوعات میں بیع سلم ہونے کی صورت میں

آج کل عام طور سے کمپنی کی مصنوعات ایک جیسی ہوتی ہیں اور اکثر کمپنی کی مصنوعات اور پیداوار کے اندر تفاوت نہیں ہوتا اور تقریباً ایک جیسی ہوتی ہیں اور منضبط ہوتی ہیں۔ علامات تجاریہ یعنی ٹریڈ مارک کے ذریعہ اور جس کے مواصفات اندازے کے ذریعہ طے کر دیئے گئے ہوں کہ گریٹ نمبر ایک، گریٹ نمبر دو وغیرہ، وہ بھی عددیات متقاربہ میں شامل ہیں اور اس میں بھی بیع سلم ہو سکتی ہے اور اسی لیے معاییر میں مذکور ہے:

(يعد من العديات المتقاربة المصنوعات، لشركات لها منتجات لا تتفاوت آحادها، و منضبطة بعلامات تجارية، و مواصفات قياسية و متوافرة)(34)

"جن کمپنیوں کی مصنوعات کی اکائیوں میں فرق نہیں ہوتا اور وہ ٹریڈ مارک کی علامتوں سے منضبط ہوتی ہیں اور ان کی صفات معروف ہوتی ہیں اور وافر مقدار میں ملتی ہیں، ان کو بھی عددیات متقاربہ میں شامل سمجھا جائے گا۔ (یعنی ان میں سلم جائز ہوگا)۔"

5.6.5 کسی متعین چیز یا متعین کھیت یا فارم کی پیداوار کی بیع سلم ہونے کی صورت میں

کسی متعین چیز یا متعین کھیت یا فارم کی پیداوار کی بیع سلم نہیں ہو سکتی مثلاً اگر بائع یہ ذمہ داری قبول کرتا ہے کہ وہ متعین کھیت کی گندم یا متعین درخت کا پھل مہیا کرے گا تو سلم صحیح نہ ہو گی اس لیے کہ اس بات کا امکان موجود ہے کہ ادائیگی سے پہلے ہی اس کھیت کی پیداوار یا اس درخت کا پھل ہلاک ہو جائے۔ اس امکان کی وجہ سے بیچی ہوئی چیز کی ادائیگی غیر یقینی رہے گی۔ یہ قاعدہ ہر اس چیز پر لاگو ہوتا ہے جس کی فراہمی غیر یقینی ہو لہٰذا کسی معین چیز میں سلم نہیں ہو سکتا ہے، مثلاً کوئی مخصوص گاڑی متعین کر دی، اسی طرح جو چیزیں ثابت فی الذمہ نہیں ہوتیں جیسے زمینیں، عمارتیں اور درخت وغیرہ۔ کیونکہ وہ تو متعین چیزیں ہیں۔ اسی طرح وہ چیزیں جو بہت پرانی ہونے کے بعد بہت قیمتی ہو جاتی ہیں آثارِ قدیمہ وغیرہ اس میں بھی سلم نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح کہ کسی خاص زمین کی پیداوار کو مسلم فیہ بنانا بھی جائز نہیں۔ نیز تمام فقہاء اس اصول پر متفق ہیں۔ چنانچہ معاییر میں کہا گیا ہے:

(لا يجوز السلم فيما هو معين كهذه السيارة. ولا فيما لا يثبت فى الذمة، كالأ راضى والبنايات والأشجار، ولا فيما لا ينضبط بالوصف، كالجواهر والأثريات، ولا يجوز اشتراط أن يكون من منتجات أرض معينة، و للمسلم إاليه(البائع) عند حلول أجل السلم أن يو فى المسلم فيه مما يتوافر له سواء كان من مزرعته او مصنعه أو غيرها)(35)

''جو چیزیں متعین ہوں جیسے یہ گاڑی، اس میں سلم نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جو چیزیں کسی کے ذمے دین نہیں بن سکتیں مثلاً اراضی، عمارتیں، درخت، ان میں نیز ان چیزوں میں بھی سلم نہیں ہو سکتا جو اوصاف کے ذریعے منضبط نہ ہو سکتی ہوں مثلاً جواہر اور آثار قدیمہ۔ اور یہ بھی جائز نہیں ہے کہ کسی خاص زمین کی پیداوار کی شرط لگائی جائے اور مسلم الیہ (بائع) کو حق ہے کہ سلم کی مدت آنے پر وہ مسلم فیہ جس طرح بھی میسر ہو، لاکر دے دے، چاہے اس کے اپنے کھیت یا فیکٹری کی بنی ہوئی ہو یا کہیں اور کی۔''

اس حکم کی دلیل سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن سلامؓ کی روایت سے ایک واقعہ ہے کہ ایک یہودی نے ایک مرتبہ تین سو دینار دے کر ایک خاص باغ کی پیداوار سلم کے طور پر خریدنی چاہی تھی، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((بِسِعْرِ كَذَا وَكَذَا إِلَى أَجَلِ كَذَا وَكَذَا، وَلَيْسَ مِنْ حَائِطِ بَنِي فُلَانٍ))(36)

''یعنی فلاں فلاں بھاؤ تو تسلیم ہے اور فلاں مدت بھی تسلیم ہے لیکن بنی فلاں کے باغ کی پیداوار ہونے کی شرط قابل تسلیم نہیں۔''

5.6.6 بیع سلم کی ایسی اشیاء جن کی فوری ادائیگی ضروری ہوتی ہے ایسی صورت میں

بیع سلم ایسی اشیاء کی نہیں ہو سکتی جن کی فوری ادائیگی ضروری ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر سونے کی بیع چاندی کے بدلے میں ہو رہی ہے تو شرعاً ضروری ہے کہ دونوں چیزوں کی ادائیگی ایک ہی وقت میں ہو اسی لیے یہ اصول بنایا گیا کہ مسلم فیہ کا نقود یا سونے چاندی میں سے ہونا جائز نہیں جبکہ رأس المال نقد یا سونا یا چاندی ہو کیونکہ اس صورت میں یہ معاملہ صرف کا ہو جائے گا اور بیع میں صرف دونوں طرف سے مجلس عقد میں قبضہ کرنا ضروری ہے جبکہ سلم میں مبیع ادھار ہوتی ہے جس پر مجلس عقد میں قبضہ ممکن نہیں۔ یہ اہل عرب کے نزدیک ہے لیکن اگر وہ موقف اختیار کیا جائے کہ سونا چاندی کو تبادلہ اگر کرنسی سے ہو تو یہ صرف نہیں ہے تو اس میں سلم ہو سکتا ہے لیکن زیادہ محتاط طریقہ یہی ہے کہ اس میں سلم کا معاملہ نہ کیا جائے۔ معاییر میں ہے:

(لا يجوز أن يكون المسلم فيه نقودا أو ذهباً او فضة إذا كان رأس مال السلم نقود أو ذهباً أو فضةً)(37)

"اگر رأس المال نقد، سونا یا چاندی ہو تو مسلم فیہ نقد یا سونا یا چاندی نہیں ہو سکتا۔"

5.6.7 مسلم فیہ وصف کے ذریعے ضبط ہونے کی صورت میں

مسلم فیہ ایسی چیز ہونی چاہیے جس کا اوصاف بیان کر کے انضباط ہو سکتا ہو اور وہ چیز کسی کے ذمے واجب ہو سکتی ہو۔ وصف کے معاملہ میں اتنا بیان کرنا کافی ہے جس سے جہالت دور ہو جائے اور نزاع کا خدشہ باقی نہ رہے۔ معاییر میں ہے:

(يشترط أن يكون المسلم فيه مما ينضبط بالوصف و يثبت في الذمة، و يكتفى فى الوصف بأن يكون على نحو لا يبقى بعده إلا تفاوت يسير تغتفر جهالته و يتسامح الناس فى مثله عادة، فلا يؤدى اليه النزاع.يشترط ان يكون المسلم فيه معلوما علماً نافعاً للجهالة. والمرجع فى الصفات التى تميز المسلم فيه و تعرف به انما هو عرف الناس و خبرة الخبراء)(38)

"مسلم فیہ کے بارے میں یہ شرط ہے کہ وہ ایسی چیز ہے جس کا اوصاف بیان کر کے انضباط ہو سکے اور وہ کسی کے ذمے واجب ہو سکے اور وصف اس طرح بیان کرنا کافی ہے جس کے بعد کوئی ابہام باقی نہ رہے۔ البتہ معمولی فرق ہو سکتا ہے جسے عام طور سے نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور اس سے کوئی جھگڑا پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ بھی شرط ہے کہ مسلم فیہ معلوم ہو جس میں کوئی جہالت باقی نہ رہے اور مسلم فیہ کی جن صفات کا بیان کرنا ضروری ہے ان کا تعین بازار یا عرف اور ماہرین کے تجربے سے کیا جا سکتا ہے۔"

اسی طرح مسلم فیہ کی مقدار کا معلوم ہونا بھی ضروری ہے مثلاً اگر موزونی ہیں تو ان کا وزن اور اگر کیلی ہیں تو ان کا کیل وغیرہ معلوم ہونا ضروری ہے۔

5.6.8 مسلم فیہ کا مسلسل مارکیٹ میں موجود ہونے کی صورت میں

حنفیہ کے مطابق یہ ضروری ہے کہ جس چیز کی بیع سلم ہو رہی ہے وہ معاہدہ طے پانے کے دن سے قبضے کے دن تک مارکیٹ میں دستیاب ہو لہٰذا اگر عقد سلم کے وقت وہ چیز بازار میں دیستاب نہیں ہے تو اس کی بیع سلم نہیں ہو سکتی۔ اگر چہ اس بات کی توقع ہو کہ قبضے کے وقت وہ چیز بازار میں دستیاب ہو گی لیکن شافعی مالکی اور حنبلی کا نقطہ نظر یہ ہے کہ معاہدے کے وقت اس چیز کا دستیاب ہونا سلم کے صحیح ہونے کے لیے شرط نہیں ہے۔ ان کے نزدیک قبضے کے وقت اس چیز کا دستیاب ہونا ضروری ہے۔(39)

تو معلوم ہوا کہ حنفیہ کے ہاں مسلم فیہ میں شرط یہ ہے کہ وقت عقد سے لے کر ادائیگی کے وقت تک اس کا بازار میں موجود ہونا ضروری ہے۔ اگر تھوڑی دیر کے لیے بھی بازار سے منقطع ہو جاتا ہو تو اس میں سلم نہیں ہو سکتا۔ لیکن دوسرے آئمہ کے ہاں یہ شرط نہیں ہے، ان کے ہاں یہ شرط ہے کہ عام الوجود ہو، یعنی وہ چیز ہر جگہ پائی جاتی ہو اور جس وقت ادائیگی طے ہوئی ہے، اس وقت میں عادۃ پائی جاتی ہو۔ چاہے کسی وقت منقطع بھی ہو جاتی ہو، تب بھی اس میں سلم ہو سکتا ہے۔ جیسے آم ہے اگر اس میں سلم کریں تو حنفیہ کے ہاں نہیں ہو گا کیونکہ بازار میں ہر وقت نہیں ملتا، لیکن دوسرے آئمہ کے نزدیک سلم ہو جائے گا کیونکہ آم کے موسم میں ضرور بازار میں ملے گا۔ حنفیہ کا یہ موقف ہدایہ میں اس طرح بیان ہوا ہے:

(ولا يجوز السلم حتى يكون المسلم فيه موجوداً من حين العقد إلى حين المحل حتى لو كان منقطعا عند العقد موجوداً عند المحل أو على العكس أو منقطعا فيما بين ذٰلک لا يجوز و قال الشافعی ؒ يجوز إذاكان موجوداً وقت الحمل لوجود القدرة)(40)

"اور سلم جائز نہیں ہے یہاں تک کہ مسلم فیہ وقت عقد سے قبضہ تک موجود ہو حتیٰ کہ اگر مسلم فیہ عقد کے وقت منقطع ہو اور قبضہ (حلول) کے وقت دستیاب ہو یا بالعکس یا دونوں (عقد اور قبضہ) کے وقت منقطع ہو تو جائز نہیں اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ حمل کے وقت اگر مسلم فیہ موجود ہو تو چونکہ اس پر قدرت حاصل ہے لہٰذا سلم جائز ہے۔"

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے امداد الفتاویٰ میں فرمایا ہے کہ اس طرح کی صورت میں مالکیہ کے قول پر فتویٰ دے دیا جائے کیونکہ بہت ساری چیزوں میں سلم کی ضرورت پڑتی ہے جو کہ سارا سال متواتر موجود نہیں ہوتیں۔(41)

خلاصۃ البحث

ان تمام چیزوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بیع سلم اور اس کے جاری کردہ صکوک قرآن وسنت اور فقہا کے نزدیک جائز ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے خود کھجوروں کی بیع سلم کی ہے۔ امام منذر نے بھی بیع سلم کے جواز میں فتوی دیا ہے۔ اسلام نے بیع سلم کو جائز قرار دیا ہے قرآن وسنت میں اس کی ممانعت کہیں بھی نہیں آئی۔ اگر کسی جگہ ممانعت آئی بھی ہے تو وہ کسی معین چیز میں آئی

ہے صفات کی بیع میں نہیں ہے۔لہذا اس کے لیے ضروری ہے جب بھی بیع سلم کی جائے ان شرائط کا خیال رکھا جائے۔ بیع سلم کے جائز ہونے کے لئے ضروری ہے کہ خریدار عقد کے وقت پوری قیمت ادا کرے۔ کسی متعین چیز، کھیت، فارم کی پیداوار کی بیع نہیں ہو سکتی۔ فروخت ہونے والے اشیا کی نوعیت واضح ہو اس میں کوئی ابہام نہ رہے۔ ایسی اشیا کی بیع سلم نہیں ہو گی جن کی ادائیگی فوری ہوتی ہے جیسے سونے کی بیع چاندی کے بدلے۔ قرض کی رقم پر بھی بیع سلم نہیں ہو سکتی۔ بیع سلم ان اشیا میں ہو گا جن کا معیار اور مقدار پیشگی متعین ہو سکتا ہو۔ تمام قسم کی کمپنیاں جو پروڈکٹ تیار کرتی ہیں ان مصنوعات میں بیع سلم ہو سکتی ہے۔

حوالہ جات

(1) عبد الواحد، ڈاکٹر، اسلامی صکوک، تعارف و تحفظات، جامعہ دار التقوی، لاہور، جنوری ۲۰۱۴ء ص:۳۱

Abdul wāhid,Dr,islāmi sukuk tāruf w tahufzat,jamia darultaqwā,Lāhore, junuary,2014,p31

(2) ہیئۃ کبار علماء الاسلام، الموسوعہ الفقھیہ الکویۃ، وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیۃ الکویت، ۱۴۱۴، ج:۲۸، ص:۴۶

Haeya kibar ulamā islām ,almausoah alfiqhia,wazāratulauqaf kwait,V28,p46

(3) عبد الواحد، ڈاکٹر، اسلامی صکوک، تعارف اور تحفظات، جامعہ دار التقوی، لاہور، جنوری ۲۰۱۴ء، ص:۱۳

Abdul wāhid,Dr,islami sukuk taruf w tahufzat,jamia dārultaqwā,Lahore, junuary,2014,p31

(4) محمد سہیل، عبید احمد خان، جدید مالیاتی نظام میں اسلامی سرمایہ کاری صکوک، معارف مجلہ تحقیق، جولائی تا دسمبر ۲۰۱۸ء، ص:۱۳۴

Muhammad sohail,Ubaid khān,jaded maliyati nizam men islami sarmaia kāri sukuk,marif mujallah tahqeeq ,july to December ,2018,p134

(5) محمد سہیل، جدید مالیاتی نظام میں اسلامی سرمایہ کاری صکوک، معارفِ مجلہ تحقیق (جولائی تا دسمبر ۲۰۱۸ء)، ص:۱۳۸

Muhammad sohail,Ubaid khan,jaded maliyati nizam men islami sarmaia kari sukuk,marif mujallah tahqeeq ,julyto December ,2018,p138

(6) عبد الواحد، ڈاکٹر، اسلامی صکوک، تعارف و تحفظات، ص:۱۳، ۱۴

Abdulwahid,Dr,islami sukuk taruf w tahufzat,jamia darultaqwa,Lahore, junuary,2014,p31

(7) سلیمان ناصر بن ناصر، ڈاکٹر، الصکوک الاسلامیہ کأدا التمویل التنمیۃ الاکادیمیۃ العالمیہ للبحوث الشرعیہ مالیزیا، ۲۰۱۴ء، ص:۶

Suleman bin nasir,dr,alsukukulslami altamwell altanmia alalmia lilbhus alshariah,malashia,2014,p6

(8) شعیب یونس، دور الصکوک الاسلامیہ الحکومتہ فی دعم القطاعات الاقتصادیہ جامعہ الامیر عبد القادر للعلوم الاسلامیہ، الجزائر، ۲۰۱۰ء، ص:۸

Shoib bin younus,dauruskuk ulislamia alhakumiahfidammqitatiliqtsadiah ,jamitulamir,aljzaer,p 8

(9) حسان عثمانی احمد، ڈاکٹر، غیر سودی بینکاری میں تمویل کے طریقے، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، دسمبر ۲۰۱۹ء، ص:۳۸۸

Hassan usmani,dr,ghair sudi bankari main tamveel k treqy ,maktaba marifulquran ,Karachi,December 2019,p 388

(10) البقرہ۲:۲۸۲

Albaqara,282

(11) محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، باب السلم فی وزن العلوم، دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ج:۳، ح:۲۲۴۰

Muhammad bin ismāil,sahihbukhari,dar toqinjat ,1422,vol,3,H,2240

12 ابراہیم بن المنذر، الاجماع، دار المسلم للنشر والتوزیع،۱۴۲۵ص:112

Ibrāhim bin almunzir,alijmah,darulmuslim linashr waltozih,1425,p112

13 ذولفقار علی، دور حاضر کے مالی معاملات کا شرعی حکم، ناشر ابوہریرہ اکیڈمی لاہور،۲۰۱۰ص164

Zulfiqar ali,dor hazir k mali mamlat ka shari hokum ,abuhrairah academy Lahore,2010,p164

14 مبشر احمد، آپ کے مسائل اور ان کا حل، مکتبہ قدوسیہ لاہور، جون ۲۰۱۴ج۱، ص۴۱۳

Mubashir ahmad,ap k masail aur un ka hal,maktaba qudusia,Lahore,june,2014,vol,1,p413

15 محمد بن عیسی، جامع الترمذي: کتاب البیوع، باب ماجاء في کراھیة البیع مالیس عندک، ج۲ح:۱۲۳۲

Muhammad bin esā, jamiutirmizi , kitabulbye,vol,2,H,1232

16 البغوی، شرح السنة، الکمتب الاسلامی بیروت،۱۴۰۳، ج۸ص ۱۴۰

Albaghvi, sharhusunah, almaktābtulislami beirut,1403,vol,8,p 140

17 تقی الدین ابو العباس، مجموع الفتاویٰ،: مجمع الملک فھد لطباعة المصحف الشریف، المدینة النبویة،۱۴۱۶ج۲۰ص۵۳۰

Taquldin abulabas,majmoalftawa,majmaulalmlik fahadlitbaatulmushif alshrif,almadinatulmunwarah.1416,vol,20,p530

18 آپ کے مسائل اور ان کا حل 413-411/1

Mubashir ahmad,ap k masail aur un ka hal,maktaba qudusia,Lahore,june,2014,vol,1,p413

(19) الدارالقطنی، سنن الدارالقطنی، کتاب البیوع، ج:۴، ص:۴۰، حدیث نمبر:۳۰۶۰

Aldarulqutni,sunan aldarulqutni,kitabulbyue,vol,4,p40,H,3060

(20) حسان عثمانی، ڈاکٹر، غیر سودی بینکاری میں تمویل کے طریقے، ص:۳۹۱

Hassan usmāni,dr,ghair sudi bankari main tamveel k treqy ,maktaba marifulqurān ,Karachi,December 2019,p 391

(21) ابن الھمام، کمال الدین محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر، دارالفکر، س۔ن، ج:۶، ص:۲۰۵

Abnulhumām, kmaludin Muhammad bin abdulwahid, fathulqadir, darulfikr,vol 6,p,205

(22) الکاسانی، علاء الدین، بدائع الصنائع، ج:۵، ص:۲۱۱

Alkasani,alaudin ,bidaealsnae,vol,5,p 211

(23) ابن قدامہ، المغنی، ج:۴، ص:۳۲۶

Ibne qudama,almughni,vol,4,p326

(24) تھانوی، اشرف علی، امداد الفتاوی، ادارہ اشرف العلوم، کراچی، س۔ن، ج:۳، ص:۷۲

Thanvi,ashraf ali,imdadulftawa,idara ashrafululoom,Karachi,vol,3,p72

(25) الفرغانی، برھان الدین، الھدایة، باب الربوا، مکتبہ رشدیہ، کوئٹہ، ج:۳، ص:۷۹

Alfarghani,burhanuldin,alhidaya,babulriba ,maktaba rashidia quita,vol,3p79

(26) ابن قدامہ، المغنی، ج:۴، ص:۳۲۵

Ibne qudama,almughni,vol,4,p325

(27) اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے، شرعی معیارات، ج:۲، ص:۳۹۵

Accounting and auditing organization brae malyati idary ,shari meyarat ,vo,2p 395

(28) الکاسانی، علاء الدین، بدائع الصنائع، کتاب البیوع، باب السلم، ج:۵، ص:۳۰۱

Alkasani,alaudin ,bidaealsnae,vol,5,p 301

(29) خلیل بن اسحاق، مختصر العلامۃ خلیل، دارالحدیث، القاہرہ، ۲۰۰۵ء، ج:۳، ص:۱۹۷

Khalil bin ishaq ,mukhtasir alalmatulkhalil,darulhadis ,alqahira,2005,vol,3,p,197

(30) ابن رشد، ابوالولید محمد بن احمد، بدایۃ المجتهد، دارالقلم، بیروت، ۲۰۰۴ء، ج:۲، ص:۲۰۵

Ibne rushd,abulwalid Muhammad bin ahmad,bidayatulmujtahid,darulqalam bairut,2004,vol.2,p,205

(31) ابن قیم، اعلام الموقعین، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۱ء، ج:۱، ص:۱۳۱

Ibne qayim,ielamulmwqeen,darukutub alelmia,bairut,1991,vol,1p,131

(32) محمد حسان اشرف، ڈاکٹر، غیر سودی بینکاری میں تمویل کے طریقے، ص:۳۹۷

Hassan usmani,dr,ghair sudi bankari main tamveel k treqy ,maktaba marifulquran ,Karachi,December 2019,p 397

(33) ابن قدامہ، المغنی، ج:۴، ص:۳۳۲

Ibne qudama,almughni,vol,4,p332

(34) محمد حسان اشرف، ڈاکٹر، غیر سودی بینکاری میں تمویل کے طریقے، ص:۳۹۷

Hassan usmani,dr,ghair sudi bankari main tamveel k treqy ,maktaba marifulquran ,Karachi,December 2019,p 397

(35) محمد حسان اشرف، ڈاکٹر، غیر سودی بینکاری میں تمویل کے طریقے، ص:۳۹۷

Hassan usmani,dr,ghair sudi bankari main tamveel k treqy ,maktaba marifulquran ,Karachi,December 2019,p 397

(36) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب السلف فی کیل معلوم، ج:۲، ص:۷۶۵، حدیث نمبر:۲۲۸۱

Ibne maja,sunan,ibnemaja,kitubutijarat,babulsalf fi kail malumin,vol,2p765

(37) محمد حسان اشرف، ڈاکٹر، غیر سودی بینکاری میں تمویل کے طریقے، ص:۴۰۱

Hassan usmani,dr,ghair sudi bankari main tamveel k treqy ,maktaba marifulquran ,Karachi,December 2019,p 401

(38) ایضاً aezan

(39) ابن قدامہ، المغنی، ج:۴، ص:۳۳۲

Ibne qudama,almughni,vol,4,p332

(40) المرغینانی، برھان الدین، الهدایۃ، ج:۳، ص:۹۵

Almarghinani, burhanuldin, alhidaya ,vol,3p95

(41) تھانوی، اشرف علی، امداد الفتاوی، ج:۳، ص:۷۲

Thanvi,ashraf ali,imdadulftawa,vol,3,p72